Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | سوموار ۔ ۷۔ جمادی الاوّل ۱۴۱۱ھ ، ۲۶ ۔ نبوت ۱۳۶۹ ہش ، ۲۶ ۔ نومبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۱۷

خدا والے دنیا کو عذاب سے بچائیں گے

"یہ اہل اللہ ہیں جو دنیا کو بچائیں گے۔ اس لئے آج ایک یا دو یا تین یا چار کی ضرورت نہیں ہے۔ آج لاکھوں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو اہل اللہ بن چکے ہوں اور خدا کی معیت ان کو نصیب ہو۔ پس اللہ کرے کہ لاکھوں نہیں، کروڑوں ایسے احمدی ہمیں عطا ہوں جو خدا والے بن کر دنیا کو خدا کے عذاب سے بچانے میں کامیاب ہو سکیں"۔

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ ایک ضروری نصیحت ہے اور اس کو یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص مصیبت زدہ ہو تو اسے ڈرنا چاہیئے کہ ایسا نہ ہو کہ اس سے بڑھ کر اس پر کوئی مصیبت گرے۔ کیونکہ دنیا دار المصائب ہے اور اس میں غافل ہو کر بیٹھنا اچھا نہیں۔ اکثر مصائب متنبہ کرنے کے واسطے آتے ہیں۔ ابتدا میں اسکی صورت خفیف ہوتی ہے۔ انسان اس کو مصیبت نہیں سمجھتا پھر وہ بے تاب کرنے والی مصیبت ہو جاتی ہے۔ دیکھو اگر کسی کو آہستگی سے دبایا جائے تو اس کے بدن کو آرام پہنچتا ہے۔ وہی ہاتھ زور سے مارا جائے تو موجب دُکھ ہو جاتا ہے۔ ایک مصیبت سخت ہوتی ہے جو وبالِ جان بن جاتی ہے"۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۸۸)

"انسان میں کئی قسم کے گناہ، کسل، کبر، سُستیاں اور باریک در باریک گناہ ہوتے ہیں۔ ان سب سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں نفس انسان کے تین مرتبے بیان فرمائے ہیں۔ امّارہ۔ لوّامہ۔ مطمئنّہ۔ نفس امّارہ تو ہر وقت انسان کو گناہ اور نافرمانی کی طرف کھینچتا رہتا ہے اور بہت خطرناک ہے۔ لوّامہ وہ ہے کہ کبھی کوئی بدی ہو جاوے تو ملامت کرتا ہے۔ مگر یہ بھی قابلِ اطمینان نہیں ہے۔ قابلِ اطمینان صرف نفس کی وہ حالت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نفس مطمئنّہ کے نام سے پکارا ہے۔ اور وہی اچھا ہے۔ وہ اس حالت کا نام ہے کہ جب انسان خدا کے ساتھ ٹھہر جاتا ہے۔ اسی حالت میں اگر انسان گناہ کی آلائش سے پاک کیا جاتا ہے۔ یہی ایک گناہ سوز حالت ہے اور اسی درجہ کے انسانوں کے ساتھ برکات کے وعدے ہوئے ہیں"۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۳۵)

اہالیان ربوہ کے لئے خصوصی سہولت

ایسے مستحق اور نادار اہالیان ربوہ جو خاکسار سے طبّی مشورہ چاہتے ہیں۔ وہ مفت طبّی مشورہ کے لئے ہر اتوار دوپہر تین بجے تا چار بجے تک بیت الاحسان دار الصدر ربوہ تشریف لا سکتے ہیں۔ وقت کی پابندی کریں۔ بہتر ہو گا پہلے آکر اپنا نام تحریر کروائیں۔

ڈاکٹر مرزا مبشر احمد۔ ایف آر سی ایس

احباب اسیرانِ راہِ مولیٰ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی جلد باعزّت رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرو

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ آپ پر رحمت کرتا ہے

"قرآن کریم سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ عشقِ رسولؐ اور محبتِ رسولؐ ہی انسان کو جہنّم کی آگ سے بچاتی ہے چنانچہ یہ جو فرمایا کہ اے ایمان والو۔ اپنے نفسوں کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ۔ ان کو جہنّم کے عذاب سے بچانے کی کوشش کرو تو اس کے متعلق دوسری جگہ فرمایا۔ (ترجمہ آیت) کہ اگر اللہ تعالےٰ سے محبّت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا۔

فرمایا۔ اس آگ سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کی محبت کو حاصل کرو اور اللہ تعالےٰ کی محبت کے حصول کے لئے اتباعِ رسول کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔ اتباع دراصل محبت کا تقاضا کرتی ہے۔ کیونکہ محبت کرنے والا دل محبوب کے پیچھے چلتا ہے۔ یہ ایک بنیادی صداقت ہے اللہ تعالےٰ کے غضب سے محفوظ رہنے کی یعنی یہ بات کہ انسان کے دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار ہو اور ایک لگن ہو کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہے اس کا انعام اللہ تعالیٰ کا پیار ہے۔ اللہ تعالےٰ کی محبّت اور اس کی رضا کی جنتیں ہیں لیکن ان جنتوں کا حصول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کے نتیجہ میں ملتا ہے ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُوری بھی ہو اور خدا کی رضا بھی حاصل ہو جائے یہ ایسے ہی ہے جیسے یہ کہنا کہ سورج چھپا بھی ہو اور دن کی طرح یہ دنیا روشن بھی ہو اندھیرے اور روشنی تو آپس میں متضاد ہیں۔ یہ اکٹھے نہیں ہُوا کرتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہو جانا اندھیرا ہے ایسا اندھیرا کہ ہماری راتوں کے اندھیرے جب بادل بھی چھائے ہوئے ہوں وہ بھی اتنے اندھیرے نہیں جتنے رُوحانی طور پر اور اخلاقی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہو جانے کے اندھیرے ہیں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہو جانے کے نتیجہ میں اس قسم کی کالی گھٹائیں ہوں، رات کے اندھیرے بھی ہوں اور پھر خدا تعالیٰ کے پیار کا نور بھی ہو یہ چیزیں تو اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

پس یہ ایک بنیادی صداقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا پیار حاصل ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار حاصل کرنے کے لئے آپؐ کی سچی اتباع اور متابعت کی ضرورت ہے۔ اتباعِ رسولؐ کے نتیجہ میں ہی خدا تعالےٰ کا پیار حاصل ہوتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ ۔ جون ۱۹۷۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۶؍ نبوت ۱۳۶۹ ہش — ۲۶؍ نومبر ۱۹۹۰ء

نیکی کی اقدار

ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ نیک ہے اور کچھ نہ کچھ تو نیکیاں کرتا ہی ہے۔ اگر انسان اس زعم سے محروم ہو جائے تو اندر سے ٹوٹ پھوٹ جائے اور جو شخص بھی اندر سے ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے وہ یقیناً اپنا کوئی کام بھی دلجمعی سے نہیں کر سکتا۔ کسی بات میں دلچسپی ہی نہیں لے سکتا۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ زندگی ہی سے بیزار ہو جاتا ہے۔ زندگی کو قائم رکھنے کیلئے ہی یہ بات نہائت ضروری ہے کہ انسان اپنے آپ کو نیک سمجھے۔ یہ اور بات ہے کہ اسکی نیکی کا معیار کیا ہے۔ اور اسکی نیکی کا زاویہ کیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ غلط کام کر رہا ہو اور اسے درست سمجھے۔ وہ بُرا کام کر رہا ہو اور اسے نیک سمجھے۔ ان سب ممکنات کے باوجود اس کا اپنے آپ کو نیک سمجھنا اس کیلئے بہت بڑے سہارے کا باعث ہے۔

لیکن کیا یہ بات کافی ہے کہ کوئی اپنے آپ کو نیک سمجھتا ہے اور اس سے نیکیاں سرزد ہوتی ہیں۔ انفرادی طور پر تو یہ بات ٹھیک ہے۔ اسکی زندگی کا یہی سہارا ہے۔ لیکن انسان انفرادی زندگی تو بسر نہیں کرتا وہ تو سماج میں رہتا ہے اور سماجی زندگی بسر کرتا ہے۔ دنیا میں صرف اسکے اپنے ہی دُکھ اور سُکھ نہیں ہیں۔ اسکے ماحول کے دُکھ سُکھ بھی اسی کے ہیں اور اگر پوری طرح اسکے نہیں ہیں تو کم از کم اسے متاثر تو کرتے ہیں۔ اسلئے نیکی کا سماجی معیار سب کا ایک ہونا چاہیئے۔ اور اسی معیار پر پورا اتر کر انسان کو ذہنی سکون ملنا چاہیئے۔ یہ نہ ہو کہ ایک شخص کے نزدیک تو نیکی مثبت ہو اور دوسرے کے نزدیک نیکی منفی ہو۔ یہ تضاد تو معاشرہ میں فساد پیدا کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ کسی قوم اور کسی نسل۔ کسی مذہب اور کسی مسلک میں یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ میرے ساتھ تو ایسا سلوک کرو گے تو نیکی ہو گی۔ لیکن مَیں تمہارے ساتھ اس سے بالکل مختلف سلوک کرونگا اور اسے نیکی کا نام دونگا۔ ہم خود آزادی مانگتے ہیں لیکن ہم دوسروں کو آزادی نہ دے کر اس کا نام نیکی رکھیں تو یقیناً یہ تضاد ناقابلِ برداشت ہوگا اور فساد پیدا کرے گا۔

یہاں تک تو نیکی کی بات ہوئی۔ اب ہم ایک اور بات کی طرف توجہ دلوانا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ صرف اتنا کافی نہیں کہ انسان نیکی کرے یہ بھی ضروری ہے کہ نیکی میں آگے سے آگے قدم رکھے۔ آج جتنا نیک ہے کل اس سے زیادہ نیک ہو۔ اپنی ذات میں بھی نیکی میں بڑھے اور نیکی کو پھیلائے بھی تاکہ دوسروں کی نیکی بھی نمایاں سے نمایاں تر ہو جائے۔ اور سب اس سے فائدہ اٹھائیں۔

دل بدست آور کہ حجِّ اکبر است
ہو عمل اس پر تو ہم سب سرخرو
کامرانی کی ہے یہ محکم دلیل
شادمانی کو ہے اس کی جستجو

ابوالاقبال

پروردۂ تخیّلِ زندان و دار ہے
دل ہے کہ ہر فریب پہ جاں سے نثار ہے

آنسو ٹپک پڑے تو دلِ مُردہ جی اٹھا
شبنم کی آگ وجہِ فروغِ بہار ہے

مانا کہ تیرے ہاتھ میں ہے اقتدار آج
لیکن اس اقتدار کا کیا اعتبار ہے

شانہ بہ شانہ وقت چلا ہے کسی کے ساتھ؟
تم کون ہو کہ تم کو یہی انتظار ہے

سونپا ہے جس نے آپ کو اپنے پہ اختیار
سارے جہاں سے بڑھ کے وہ با اختیار ہے

ان کے نقوشِ پا ہی تو منزل کی ہیں دلیل
ان کے نقوشِ پا ہی پہ دار و مدار ہے

ہے اُن کا ذکر سانس کے رشتے سے مُنسلک
اُن کے خیال ہی پہ مرا انحصار ہے

رہنے بھی دو نسیم کی خوابیدگی کا حال
مَیں اس کو جانتا ہوں وہ شب زندہ دار ہے

نسیم سیفی

آگے بڑھو اور اپنے عہد کو پُورا کرو

حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں:

"تم نے جس شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ اقرار کیا ہے کہ تم اپنی جانیں اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی وجاہت سب کچھ اس پر قربان کر دو گے وہ تم سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور تمہارے مال تم سے مانگتا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم آگے بڑھو اور اپنے عہد کو پورا کرو۔"

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان حضور انور فرما چکے ہیں۔ جماعتوں سے درخواست ہے کہ اوّلین فرصت میں اپنے وعدے مرکز کو ارسال فرمادیں۔

وکیل المال اوّل۔ تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر

اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے

علمی مسائل

اگر ایک عورت حوا کی حقیقی بیٹی کہلانا چاہتی ہے تو اس کا فرض ہے کہ گھر کے انتظام کو درست رکھے۔ اولاد کی صحیح تربیت کرے ایسی تربیت کہ وہ گھر کی مالکہ کہلانے کی مستحق ہو۔ مالک کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ماتحت اس کے فرماں بردار ہوں لیکن اگر ایک عورت بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت نہیں کرتی تو اولاد نافرمان ہو گی۔ کیونکہ صحیح تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بچوں میں یہ عادت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ بات نہیں مانتے اور پھر ان میں بدی کی عادت ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔

کہتے ہیں ایک آوارہ گرد لڑکا تھا۔ اس کی ماں اس سے بہت محبت کرتی تھی۔ جو محبت غلط قسم کی تھی وہ اس کو کسی برائی سے نہیں روکتی تھی۔ شروع شروع میں جب وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کی چوری کرتا تو وہ اسے منع نہ کرتی اور اگر کوئی اس کی ماں سے شکایت کرتا تو کہہ دیتی کہ میرا بچہ تو ایسا نہیں۔ یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے اس نے بڑی بڑی چوریاں شروع کر دیں اور قتل و غارت تک نوبت پہنچی۔ آخر کسی کو قتل کرنے کے جرم میں پکڑا گیا۔ اور اس کو پھانسی کی سزا ملی۔ جب پھانسی کا وقت قریب آیا تو حکام نے کہا اگر تمہاری کوئی خواہش ہو یا کسی سے ملنا چاہو تو ہم اس کا انتظام کر دیں اس نے کہا ہاں! میری ماں کو بلوا دو۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ جب اس کی ماں کو بلوایا گیا تو اس نے اپنی ماں سے کہا کہ میں کان میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ ماں نے جب اپنا کان اس کے قریب کیا تو اس نے اتنے زور سے اس کے کان پر کاٹا کہ وہ تڑپ اٹھی۔ جیل کے ملازم جو قریب ہی کھڑے تھے۔ یہ نظارہ دیکھ کر کہنے لگے ارے ظالم تم ابھی چند منٹ کے اندر پھانسی کے تختے پر چڑھنے والے ہو پھر بھی ایسا ظلم کر رہے ہو۔ یہ کہاں کی شرافت ہے کہ تم نے اس آخری وقت میں اپنی ماں کا کان کاٹ کھایا۔ اس نے کہا آج اسی ماں کی وجہ سے تو مجھے پھانسی کی سزا ملی ہے۔ اگر یہ میری صحیح تربیت کرتی تو آج میں بھی نیک انسان ہوتا لیکن اس نے میری صحیح تربیت نہ کی۔ بچپن میں جب میں غلطیاں کرتا تو یہ ماں ان غلطیوں پر پردہ ڈالتی۔ اگر میں کسی کی کوئی چیز اٹھا لایا اور وہ اس کی تلاش میں میرے پیچھے آتے تو یہ کہہ دیتی کہ میرا بچہ تو تمہاری چیز نہیں لایا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ میرے اخلاق بگڑتے گئے۔ یہاں تک کہ میں ظالم، چور اور ڈاکو بن گیا۔ اور آج میں ان گناہوں کی وجہ سے پھانسی کی سزا پانے والا ہوں۔ پس

عورت اسی صورت میں صحیح معنوں میں حوا کی بیٹی کہلا سکتی ہے جب وہ بچوں کی صحیح تربیت کرے۔ اور ان کے اخلاق کی نگرانی کرے۔ اگر بچوں کے اخلاق کی نگرانی نہیں کرتی تو وہ ہرگز حوا کی بیٹی اور گھر کی مالکہ کہلانے کی مستحق نہیں۔ پس حوا کی بیٹیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی صحیح رنگ میں تربیت کریں۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں بعض باتوں میں مرد اور عورت میں اتفاق رکھا ہے وہاں دونوں کے مختلف کاموں کے مدنظر اختلافات بھی رکھے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہمارے مرد اور عورتیں اس فرق کو نہیں سمجھتے۔ مرد تو اختلافات پر زور دیتے ہیں۔ مگر عورتیں اتحاد و اتفاق پر زور دیتی ہیں۔ حالانکہ دونوں غلطی پر ہیں۔ مرد شادی کے بعد عورت کو ایک حقیر جانور خیال کرتا ہے جو اس کے پاس آنے کے بعد اپنے تمام پہلے تعلقات کو بھول جائے اور وہ یہ امید کرتا ہے کہ وہ بالکل میرے ہی اندر جذب ہو جائے اور میرے ہی رشتہ داروں میں مل جائے اگر وہ اپنے رشتہ داروں کی خدمت یا ملاقات کرنا چاہے تو یہ بات مرد پر گراں گزرتی ہے اور بعض اوقات تو وہ دیدہ دلیری سے ایسی بات یا حرکت کا مرتکب ہوتا ہے جو اس عورت کے خاندان کے لئے ذلت کا باعث ہوتی ہے وہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے اندر بھی ویسا ہی دل رکھا ہے۔ جیسا کہ اس کے اپنے اندر۔ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور وہ بیچاری اپنے جذبات کو دبا دبا کر رکھتی ہے اور اس کے نتیجے میں سل اور دق کا شکار ہو جاتی ہے اور میرے خیال میں آج کل ہسٹریا وغیرہ کی بیماریاں ہیں ان کا یہی سبب ہے۔ پس مرد سمجھتا ہے عورت میں حس ہی نہیں حالانکہ اس کے پہلو میں بھی ویسا ہی دل ہے جیسا کہ اس کے اپنے پہلو میں۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ اس کی بیوی کے اندر ایک محبت کرنے والا دل ہے تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ ماں جس نے اپنی بیٹی کو ایسی حالت میں پالا تھا جبکہ اگر وہ مرد اس کو دیکھتا تو ہرگز دیکھنا بھی پسند نہ کرتا۔ اسے وہ چھوڑ دے۔ یہی حال آج کل کی ساسوں کا ہے۔ وہ بھول جاتی ہیں اپنے زمانہ کو۔ وہ بھول جاتی ہیں اس سلوک کو جو ان کے خاوندوں نے یا ان کی ساسوں نے ان سے کیا تھا۔ اسی طرح عورتیں اپنی بہوؤں کے جذبات اور طبعی تقاضوں کا خیال نہیں کرتیں اور بات بات پر لڑائی شروع کر دیتی ہیں۔ حالانکہ یہ طریق غلط ہے۔ دنیا میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مرد عورت کے جذبات کے متعلق اتنی بدخیالی کرتا ہے گویا عورت میں دل ہی نہیں۔ یا عورت کے جذبات ہی نہیں۔ لیکن عورتوں میں یہ بات بہت ہی کم دیکھی گئی ہے۔ بعض عورتیں ہوتی ہیں ہیں جو زبردست ہوتی ہیں۔ جو چاہتی ہیں کہ مرد سب کچھ بھول جائیں اور صرف انہی میں محو ہو جائیں۔ مگر بہت ہی کم۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کس قدر اپنے رشتہ داروں کے جذبات کا خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ آپؐ کی بیوی اُمّ حبیبہؓ جو ابوسفیان کی بیٹی تھی۔ کی ران پر اپنے بھائی کا سر ہے اور وہ ان کے بالوں سے کھیل رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُمّ حبیبہؓ! کیا آپؐ کو معاویہ بہت پیارا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ آپؐ نے فرمایا، مجھے بھی بہت پیارا ہے۔

اونٹ اور بچے

کچھ عرصہ ہوا عرب ممالک میں اونٹوں پر بچوں کو بٹھا کر دوڑ لگوانے کے متعلق احتجاج سننے میں آیا تھا۔ اسکے بعد دونوں طرف سے مختلف باتیں پیش کی گئیں۔ جو لوگ بچوں کو اونٹوں پر بٹھا کر اور باندھ کر اونٹوں کی دوڑ کا مقابلہ کرواتے ہیں۔ انہوں نے یہ بیان دینے شروع کئے کہ بچے بالکل محفوظ ہوتے ہیں اور وہ جب چیخ مارتے ہیں تو وہ دراصل خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ دوسری طرف سے اس بات کی تردید کی جانے لگی۔ کہ یہ انتہائی ظلم ہے کہ بچوں کو اونٹوں پر بٹھا کر اور باندھ کر اونٹوں کو دوڑایا جائے اور بچوں کو ڈر نے چیخنے چلانے کیلئے چھوڑ دیا جائے۔ پھر کچھ عرصے تک یہ بات سامنے نہیں آئی۔ لوگ حیران تھے کہ اگر یہ بات بچوں کی خوشی ہی کا باعث ہے تو کیا عرب بچوں کو اس خوشی کی ضرورت نہیں۔ دوسرے ممالک سے بچے وہاں کیونکہ لے جائے جاتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دوسرے ممالک کے بچوں سے کوئی ہمدردی نہ ہونے کی وجہ سے ان سے یہ کھیل کھیلا جاتا ہے۔ اور یہ کون نہیں سمجھ سکتا کہ بھاگتے ہوئے اونٹ پر بندھا ہوا بچہ خوش کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر وہ چیختا اور چلاتا ہے تو یقیناً یہ اس کے خوف کا باعث ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ اونٹ کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو بچے کی جان بھی بچائی نہیں جا سکتی۔ چونکہ یہ کھیل ایک انتہائی مشکل کھیل ہے۔ اسلئے بچوں کو دیگر ممالک سے درآمد کیا جاتا ہے۔

اب پھر یہ بات سامنے آنے لگی ہے کہ پاکستان سے بچوں کو عرب ممالک میں لے جایا جاتا ہے۔ اور اونٹوں کی دوڑ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک اخباری خبر کے مطابق گذشتہ روز چار اشخاص تین بچوں کے ہمراہ گرفتار کئے گئے ہیں یہ ساتوں کے سات یہاں سے ہندوستان روانہ ہو رہے تھے اور ہندوستان سے انہیں سعودی عرب جانا تھا تاکہ وہاں اونٹوں کی دوڑ میں کام آ سکیں۔ امیگریشن کے کارکنان مسافروں کا معائنہ کر رہے تھے (ان مسافروں کا جو سمجھوتہ ایکسپریس کے ذریعے ہندوستان جانے کیلئے تیار تھے) اس معائنے کے درمیان انہوں نے یہ سات افراد یعنی چار بڑے آدمی اور تین بچے پکڑے۔ کہتے ہیں کہ مرد کچھ شک و شبہ والی حرکات کر رہے تھے اور یہ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ بچے ان کے اپنے بچے نہیں ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ رحیم یار خان کے ایک شخص نے رنگ لیڈری کا کردار ادا کرنا شروع کیا ہوا ہے اور ان افراد کا کام یہ تھا کہ اغوا شدہ بچوں کو منزل مقصود تک پہنچایا جائے۔ ان کے پاس دہلی تک کے کاغذات موجود تھے۔ وہاں سے کچھ لوگوں نے ان بچوں کو سعودی عرب لے جانا تھا۔ اور سعودی عرب جانے کے لئے کاغذات جعلی تھے۔ ان پکڑے جانے والوں میں رحیم یار خان کا رنگ لیڈر اور اسکے دو اور ساتھی موجود ہیں۔ ان لوگوں نے امیگریشن کے حکام کو بتایا کہ عرب ریاستوں میں گاہے گاہے اونٹوں کی دوڑ کے مقابلے ہوتے ہیں۔ اور ان اونٹوں پر بٹھانے کیلئے ہندوستان۔ پاکستان اور بنگلہ دیش سے بچوں کو اغوا کیا جاتا ہے۔ جب یہ بچے خوف کے مارے چیختے چلاتے ہیں۔ تو اونٹ اور زیادہ تیز بھاگنے لگتے ہیں اور اس سے دیکھنے والوں کے لطف میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان بچوں کو "اونٹ بچے" کہا جاتا ہے ان میں سے کئی گر کر ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔

باقی ص ۶ پہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون سین

ہالینڈ اور سمندر

کچھ ملک تو ایسے ہیں کہ انہیں سمندر دیکھنے کو نہیں ملتا۔ ان کے چاروں اطراف زمین ہی زمین ہے انہیں ایسی درآمدات اور برآمدات جو انہیں کسی سمندر پار ملک سے منگوانی ہوں وہ کسی دوسرے ملک کے راستے منگوانی پڑتی ہیں۔ لیکن ایک ملک ایسا بھی ہے جو نہ صرف سمندر کے کنارے پر واقع ہے بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ سمندر ہی میں واقع ہے یعنی اس کا ایک حصہ سمندر کی سطح سے نیچے ہے اور وہاں کے لوگوں نے بڑے بڑے بند باندھ کر سمندر کو ملک میں داخل ہونے سے روکا ہوا ہے۔ یہ ملک ہے نیدرلینڈز جسے ہالینڈ بھی کہتے ہیں۔ اس کے جنوب مغربی حصے میں ۶۲ بڑے بڑے دیو قامت دروازے بنے ہوئے ہیں جن کے ذریعے سمندر کو ملک کے باقی حصوں میں داخل ہونے سے روکا جاتا ہے اس حصے کی لمبائی ۸ کلومیٹر ہے اور اگر یہاں سے پانی روکا نہ جائے تو ساری سطح زمین کا ۱/۲ اور ساری آبادی کا ۲/۳ غرقاب ہو جائے اور اگر واقعی یہ پانی اندر چلا جائے تو ۳۰ فٹ گہرا پانی نصف حصے کو اپنے احاطے میں لے لے۔

یہاں جو بیراج بنائے گئے ہیں یہ دنیا میں انجینئرنگ کا ایک نہایت اعلیٰ نمونہ سمجھے جاتے ہیں۔ اب ہالینڈ کا ذکر یوں سامنے آیا ہے کہ دنیا کے موسم بدل رہے ہیں اور گرمی زیادہ ہو رہی ہے اور اس کی وجہ کاربن ڈائی آکسائڈ اور گرین ہاؤس گیسیں ہیں اس ملک کے اوپر کے حصے میں سینکڑوں سال سے یہ چیزیں اثر انداز ہو رہی ہیں لیکن اب ان کے متعلق فوری اقدامات کی ضرورت سمجھی جا رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر گرین ہاؤس کے اثرات کو روکا نہ گیا اور اوپر کے حصوں کی برف پگھلنی شروع ہو گئی تو ملک کی موجودہ کیفیت پر دباؤ اور بھی بڑھ جائے گا۔ جہاں تک سطح سمندر کا تعلق ہے یہ ہر سو سال میں ۸ انچ بلند ہوتی رہی ہے۔ لیکن اب سائنس دانوں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ۱۴ سے ۳۳ انچ تک سطح بلند ہونی شروع ہو گئی ہے یہ کیفیت جاری رہی تو پانی کا بہاؤ طوفان کی شکل اختیار کر سکتا ہے یعنی ان جگہوں پر بھی جہاں اب بیراج بنا کر پانی کو اندر داخل ہونے سے روکا ہوا ہے۔ جہاں تک شمالی شیلٹ کے بیراج کا تعلق ہے۔ یہ ۱۹۸۶ء میں مکمل کیا گیا تھا۔ اور اس وقت ہالینڈ کی تاریخ میں سب سے زیادہ قیمتی پراجیکٹ سمجھی جاتی تھی اس پر جو لاگت آئی تھی وہ ۱۲ بلین ڈالر کا ۲/۳ تھی۔ ۱۲ بلین ڈالر تو ساحل سمندر کی حفاظت کا پورا بجٹ ہے اور اس میں سے ۲/۳ صرف اسی بیراج پر خرچ ہو گیا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں تھوڑی سی دراڑ پڑ گئی تھی۔ جس کی وجہ سے ۱۸۳۵ افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ یہ دراڑ پہاڑوں سے آنے والے زور دار پانی کی وجہ سے پڑی تھی۔ اب نئے حفاظتی بند بنائے گئے ہیں تاکہ ایسا واقعہ دوبارہ رونما نہ ہو سکے۔ اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر طوفان کبھی آیا بھی تو چار ہزار سال میں ایک دفعہ آ سکے گا۔ لیکن ایک انجینئر نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر پانی ۲۸ انچ کی شرح سے بڑھنا شروع ہو گیا تو جہاں تک طوفان کا تعلق ہے۔ وہ ۴۰۰ سال کی بجائے ۴۰ سال میں بھی آ سکتا ہے۔ اب جبکہ دنیا کے موسم بدل رہے ہیں اور گرمی میں اضافہ ہو رہا ہے صرف سمندروں کی سطح کا بلند ہونا ہی ایک ایسی مشکل نہیں ہے۔ جو دنیا کو درپیش ہے۔ ان سے طوفانوں کی شدت بھی (خاص طور پر شمالی سمندروں میں) بڑھ جانے کا خطرہ ہے اور اندازہ یہ لگایا گیا ہے کہ اگر یہ شدت بڑھی تو کم از کم دس فیصد تو ضرور بڑھے گی۔ اگرچہ ہالینڈ میں لوگ ان باتوں سے خوب آشنا ہیں لیکن پھر بھی طوفان سے کون ہمکنار ہونا چاہتا ہے۔ گذشتہ سال بھی طوفان سے واسطہ پڑا تھا اور کہتے ہیں کہ ۱۹۵۷ء کے بعد یہ سب سے زیادہ شدت والا طوفان تھا۔ اور اگرچہ آبادی سے تو سمندر کے پانی کو دور ہی رکھا گیا تھا لیکن طوفان سے جو ریت کے ٹیلے بن گئے تھے۔ ان کو درست کرنے کے لئے ملک کے بجٹ پر ۳ کروڑ ڈالر کا بوجھ پڑا اور بیراج کے انجینئروں کا خیال ہے کہ اگلی صدی میں اس قسم کے اخراجات آج سے بہت زیادہ بڑھ جائیں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے اور یہ بات ایک حالیہ رپورٹ میں بیان کی گئی ہے کہ سطح سمندر کی بلندی کا ۲.۴ انچ بڑھ جانا ملک کے لئے دس ارب گلڈر یعنی ۶ ارب ڈالر کے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے یعنی جو مزید تحفظات تعمیر کئے جائیں گے ان پر کم از کم اتنی رقم تو ضرور صرف ہو گی۔

گذشتہ دنوں جنیوا میں ۱۰۰ ملکوں کے وزراء نے ایک میٹنگ میں (جو ۲۹ اکتوبر سے ۷ نومبر تک جاری رہی) اس بات پر غور کیا کہ زمینی درجہ حرارت کے بڑھنے کو کس طرح روکا جائے یا اس کا کیا علاج کیا جائے۔ اگرچہ بہت سے ممالک تو اس بات کو صرف تھیوری کی حد تک سمجھتے ہیں لیکن ہالینڈ کو اس معاملے میں خاصا بیدار ہونا پڑے گا۔ ہالینڈ کی حکومت نے یہ بھی تہیہ کیا ہے کہ کاربن ڈائی آکسائڈ کی جو مقدار ۱۹۸۹ء میں خارج ہوئی تھی۔ اس کو پہلے تو اسی حد تک قائم رکھنے کی کوشش کی جائے اور اس کے بعد چار سالوں کے اندر اس کو کم از کم ۵ فی صد کم کر دیا جائے ہالینڈ نے دیگر یوروپین ممالک سے بھی یہ مطالبہ کیا ہے کہ آئندہ کم از کم دس سال کے لئے وہ اس پروگرام میں اس کا ساتھ دیں جرمنی اور ڈنمارک نے تو پہلے ہی اس سلسلے میں بعض اقدامات کر لئے ہیں۔ لیکن امریکہ اور جاپان اور سوویت یونین ابھی مزید تحقیقات کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس پراجیکٹ پر جو اخراجات کرنے پڑیں گے ان کی افادیت کا یقین کیا جا سکے۔ ہالینڈ کے باشندوں کا کہنا ہے کہ اگر دوسروں نے یہ اقدامات نہ کئے تو سب سے زیادہ نقصان تو ہالینڈ کو ہو گا۔ لیکن ہالینڈ کے باشندے اس یقین سے پر ہیں کہ حالات چاہے کیسے بھی ہوں وہ ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ ایسے حالات میں سے پہلے بھی گزرتے رہے ہیں اور گذشتہ ۳۰۰ سال میں انہوں نے کئی دفعہ ڈائیکس کی سطح بلند کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ پر انحصار کرتے ہیں۔ دوسرے چاہے ان کے ساتھ مل کر کام کریں یا نہ کریں۔ وہ اپنی گاڑی کو خود چلانے کا تہیہ کر کے میدان میں نکلتے ہیں اور کامیابی کا سہرا بھی انہی کے سر باندھا جاتا ہے۔ ہالینڈ اور سمندر کا شروع ہی سے آپس میں جھگڑا ہے۔ سمندر بھی اپنی جگہ موجود ہے اور ہالینڈ کے باشندے بھی۔ جب کبھی اس سلسلے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے۔ ہالینڈ کے باشندے بڑی ہمت اور بڑے حوصلے سے اسے برداشت کرتے ہیں۔ اور آئندہ اس سے بچنے کے لئے تدابیر سوچتے ہیں اور نئی سے نئی سکیموں پر عمل کرتے رہتے ہیں۔ اب بھی اگر سمندر کا پانی چڑھتا رہا تو یقیناً گذشتہ زمانوں کی طرح ہالینڈ کے باشندے اس کا علاج کر لیں گے۔

عورتوں کی ڈرائیونگ (سعودی عرب)

یہ تو سب جانتے ہیں کہ سعودی عرب میں ملکی قانون شرعی قانون کے تابع ہے اور بعض روایات ایسی ہیں جو اگرچہ کسی قانون کا حصہ تو نہیں۔ لیکن انہیں اسلامی رواج سمجھ کر اس حد تک اپنایا گیا ہے کہ انکی مخالفت کا کبھی کسی دل میں خیال بھی نہیں آ سکتا۔ اگرچہ اب حالات کسی حد تک بدل رہے ہیں اور حالات کے بدلنے کی زیادہ تر وجہ یورپی ممالک کی افواج کا وہاں موجود ہونا ہے۔ سعودی عرب میں کوئی خاتون کار ڈرائیو نہیں کر سکتی لیکن اب گذشتہ دنوں تقریباً ۷۰ سعودی خواتین نے اس بات کا مظاہرہ کیا کہ انہیں کار چلانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ یہ کوئی قانون تو نہیں ہے کہ سعودی عرب میں کوئی سعودی خاتون کار نہ چلائے۔ لیکن ان کے معاشرے کی روایات کا یہ حصہ ہے۔ اور اسلامی ملک ہونے کی وجہ سے یہ روایت اتنی پکی ہو چکی ہے کہ اسکی مخالفت کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ سعودی عرب میں عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ تعلیم حاصل کرنے اور نوکریوں کے لئے خواتین کا میدان بہت محدود ہے۔ جو خواتین ملازمت کرتی ہیں وہ بھی صرف ایسے اداروں میں کام کرتی ہیں جہاں مرد اور عورت الگ الگ رہ کر کام کرتے ہیں۔

یہ بات تو اکثر زیر بحث آتی رہی ہے کہ عورتوں کے حقوق میں یہ بات بھی شامل ہونی چاہیئے کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں تک چاہیں تعلیم حاصل کر سکیں۔ اور تعلیم حاصل کرنے کے نتیجے میں نوکریاں بھی انہیں ملیں۔ لیکن یہ بات ہمیشہ زیر لب رہی ہے۔ اسطرح کھل کر احتجاجی مظاہرے کی صورت میں سامنے نہیں آئی۔ تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ خلیج کے تنازعہ کا ایک یہ بھی ردِ عمل ہے۔ کیونکہ بیرونی افواج خاصی تعداد میں سعودی عرب میں متعین ہیں۔ اس لئے ان کی دیکھا دیکھی سعودی خواتین بھی اپنے مطالبے پیش کرنے لگی ہیں۔ اسمیں کیا شک ہے کہ بیرونی ممالک کی افواج کا اتنی بڑی تعداد میں سعودی عرب میں موجود ہونا۔ معاشرے پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ فوجیں رہتی تو الگ تھلگ ہیں۔ لیکن ملک بھر میں وہ کس حد تک الگ تھلگ رہ سکتی ہیں کہ لوگ

باقی صـ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

بشریٰ ماجد صدیقی

مکرمہ امۃ الجمیل شاہد

میری سب سے چھوٹی اور عزیز بہن امۃ الجمیل صدیقی، مکرم محمد اسماعیل صاحب صدیقی آف قادیان کی بیٹی اور مکرم محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان کی نواسی تھیں۔ ۱۳؍اکتوبر ۴۵ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ ۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد ہمارے خاندان نے شروع میں پنجاب کے مختلف علاقہ جات میں رہائش کے بعد آخر کار کراچی کو اپنا مستقل مسکن بنالیا۔ یہیں میری بہن کی تعلیم مکمل ہوئی اور کراچی کے ایک معیاری اسکول میں بطور استاد ان کی تقرری عمل میں آئی۔

۱۹۷۵ء میں ان کا رشتہ ہماری خاندان کے ایک شریف النفس فرد مکرم شاہد احمد صاحب سے ہوا۔ انہیں جہاں دنیوی علوم سے دلچسپی تھی وہاں انھیں مذہبی و دینی علوم کے حصول کی بھی شدید خواہش رہتی تھی۔ وہ ایک مضبوط کردار کی حامل احمدی خاتون تھیں۔ ہر مقام اور محلہ میں جہاں بھی وہ رہیں اپنے اعلیٰ اخلاق اور حسن سلوک سے لوگوں کے دل موہ لیتی تھیں۔ اپنی شادی کے اول عرصہ میں جبکہ ان کے معاشی حالات ناساز گار تھے بڑی ہمت اور حوصلہ سے مشکلات کا مقابلہ کرتی رہیں اور اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناء پر اپنی محدود آمدن میں گھریلو ضروریات کو سلیقہ سے پورا کرتی رہیں۔ اس وقت ان کے شوہر ایک پاکستانی کمپنی میں معمولی ملازمت پر تھے۔ وہ ہمیشہ اپنے شوہر کی ہمت بندھاتیں اور ہر شعبہ زندگی میں ان کا بھرپور ہاتھ بٹاتیں۔

وہ اس وقت تک ملازمت میں رہیں جب تک ان کا بیٹا عزیزم مدثر احمد پیدا نہ ہو گیا۔ تب اپنے بچہ کی تربیت اس کی نگرانی اور گھریلو ذمہ داریوں کی خاطر اپنی ملازمت سے مستعفی ہوگئیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل کرنے والی نہایت صابر و شاکر خاتون تھیں۔

موصوفہ اپنی دنیوی اور گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ جماعتی ذمہ داریوں سے بھی احسن رنگ میں عہدہ برآ ہوتی رہیں۔ لجنات کے زیر اہتمام ہر تحریک اور اجلاس میں ان کی شرکت لازمی ہوتی۔ خدا تعالیٰ نے میری اس بہن کو آواز بھی اسقدر عمدہ دی تھی کہ جب وہ سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ، حضرت فضل عمر اور حضرت امام جماعت (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظمیں پڑھتیں تو سامعین پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی۔

ایثار اور قربانی ان کا شعار تھا۔ دکھ اٹھا کر بھی دکھ دینے والوں سے حسن سلوک کرتیں اور کبھی انتقامی کارروائی کے بارے میں خیال نہ کرتیں۔ غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد کے لئے ہمہ وقت تیار رہتیں۔ نمازوں کا شغف بچپن سے ہی تھا۔ نمازوں کی ادائیگی میں ہمیشہ خود بھی پابند رہتیں۔ بچوں اور اپنے میاں کو نمازوں کی اوقات مقررہ پر ادائیگی کی تلقین کرتیں۔ عُسر اور یُسر ہر دو زمانوں میں خدا کا شکر ادا کرتیں اور جب اللہ تعالیٰ نے ان کے رزق میں فراغت اور وسعت عطا فرمائی تو موصوفہ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا اپنی قوت کے مطابق شکر ادا کرتی رہیں اور ہر نعمت کا برمحل استعمال کیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیا تھا۔

خدا تعالیٰ کی بے شمار عطیات میں سے ایک عطا انھیں مہمان نوازی کی بھی ملی تھی جس کو انھوں نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک بڑے ہی احسن رنگ میں نبھایا۔ شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جو ان کے گھر گیا اور بغیر ان کی مہمان نوازی کے لوٹ آیا ہو۔ بڑے حوصلہ وسیع القلبی اور اعلیٰ ظرفی سے ہر آنے والے کا استقبال کرتیں چاہے وہ خود علیل ہی کیوں نہ ہوتیں مہمان کی خاطر تواضع میں کمی نہ آنے دیتیں۔

اپنے والدین، بھائی اور بہنوں اور ان کے بچوں سے بے حد محبت و پیار کرتیں۔ اپنے والدین کی خدمت میں وہ ایک نمایاں مقام رکھتی تھیں۔

پچھلے سال اگست میں ہم سے ملنے کراچی سے ربوہ آئیں تب بھی سارے گھر والوں کے لئے تحائف لائیں۔ اس دفعہ ان کا قیام ہمارے ہاں بہت مختصر رہا۔ مشکل سے ایک ہفتہ رہیں۔ کہتی تھیں کہ بچوں کی اسکول سے چھٹی کرائی ہے۔ ان کی پڑھائی کا حرج ہوگا اور پھر ان کے میاں کی چھٹی بھی ختم ہونے والی تھی۔ اس ایک ہفتہ میں جو باتیں ہوئیں وہ بڑی اہمیت کی حامل تھیں۔ مجھے خاص طور پر کہنے لگیں کہ بجی (میرا نام چونکہ بشریٰ ہے تو سارے گھر والے اور عزیز مجھے بجی کے نام سے ہی پکارتے ہیں) مجھے اگر کچھ ہو جائے تو میرے بچوں کو تم رکھ لینا۔ میں نے کہا پگلی ہوگئی ہو میں تم سے بڑی ہوں بلاوا تو پہلے میرا ہوگا اسی طرح جن جن رشتہ داروں اور اپنی بڑی بہن جو اسلام آباد میں رہتی ہیں سے ملاقات کی ان سب سے انھوں نے معافی مانگی اور کہا کہ انسانی زندگی کا کیا بھروسہ۔ اس دو ہفتہ کے دورے کے بعد ان کا خاندان ۲۳؍ اگست کو واپس کراچی چلا گیا۔ ان کے میاں نے مجھے بعد میں بتایا کہ میری بہن کی طبیعت ریل گاڑی میں خراب ہوگئی تھی چنانچہ کراچی پہنچتے ہی ان کا تفصیلی طبی معائنہ کرایا گیا اور علاج معالجہ کیا گیا اور اللہ کا شکر ہے کہ ان کی طبیعت ٹھیک ہونے لگی اور ان کی صحت قابل اطمینان ہوگئی اس کے بعد ۶؍ ستمبر ۸۹ء کو ان کے میاں اپنی ملازمت پر مسقط روانہ ہو گئے۔ گو ظاہرا حالات مطمئن تھے لیکن حقیقتاً ان کی کیفیت اس چراغ سحری کی طرح تھی جو بجھنے سے قبل ایک بار پوری طرح جل اٹھتا ہے اور یہی کچھ ان کے ساتھ بھی ہوا۔ ۲۱؍ ستمبر کو اچانک ان کی طبیعت خراب ہوگئی۔ پڑوسی ڈاکٹرنی صاحبہ نے انھیں دیکھا اور فوراً کار میں انھیں ڈال کر جناح ہسپتال کی طرف روانہ ہوگئیں لیکن راستے میں ہی ان کی روح پرواز کر گئی اس طرح ان کا رشتہ ہم سب سے ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

جس دن یعنی ۲۱؍ ستمبر کو ان کی وفات ہوئی اسی دن ان کے حلقہ کی لجنات کا اجتماع تھا اور اس میں میری اس بہن کی تقریر بھی تھی اور اس نے نظمیں بھی پڑھنی تھیں۔ بچوں نے بتایا کہ ۱۱ بجے انھوں نے اپنی تقریر اور نظموں کو ٹیپ ریکارڈ پر ٹیپ کیا۔ جانے کے لئے کپڑوں اور برقعہ کو استری کر کے لٹکا دیا کہ اچانک یہ واقعہ رونما ہو گیا جس کی کسی کو توقع نہیں تھی۔

میری پیاری بہن نے اپنی دو نشانیاں بطور یادگار چھوڑی ہیں ایک لڑکا مدثر احمد جو اس وقت تقریباً ۱۲ سال کا ہے اور دوسری لڑکی ماہین احمد جو اس وقت ۹ سال کی ہے۔ موصوفہ کی وصیت کے مطابق ان بچوں کی نگہداشت اور تربیت کی اہم ذمہ داری اس خاکسارہ کے کمزور کندھوں پر آگئی ہے۔ میں اپنی تمام بہنوں اور بزرگان جماعت سے درخواست دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت اور توفیق عطا فرمائے کہ میں اس عظیم ذمہ داری سے احسن رنگ میں عہدہ برآ ہو سکوں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کی عمروں میں برکت ڈالے اور انھیں دین اور دنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور اپنے باپ کی (جو اب ماں اور باپ دونوں ہی ہے) آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ اور ہم تمام عزیزوں کو اس ناقابل تلافی نقصان کو صبر اور استقامت سے برداشت کرنے کی ہمت اور طاقت عطا فرمائے اور میری پیاری اور عزیز بہن پر اپنی رحمتوں اور فضلوں کی بارش فرمائے۔

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی وفات پر

قرار داد تعزیت

ہم ممبرات مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہیں۔

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب خاندان سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ایک نہایت بزرگ فرد تھے۔

حضرت فضل عمر نے اپنے اس فرزند کو خدمت دین کے لئے وقف کرنے کے ساتھ ساتھ میڈیکل کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹری تعلیم مکمل کرنے پر آپ پہلے قادیان میں نور ہسپتال میں خدمات بجا لاتے رہے۔ بعدہٗ ربوہ میں بطور چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال، ریٹائرمنٹ تک دن رات بندگان خدا کی تکالیف کا مداوا کرنے میں مشغول رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جماعتی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتے رہے۔ نائب صدر اور صدر خدام الاحمدیہ کے عہدہ پر بھی فائز ہو کر خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔

مرکزی مجلس عاملہ میں قائد صحت جسمانی کے طور پر، اور ربوہ ٹاؤن کمیٹی میں بھی خدمات بجالاتے رہے۔ سیدنا حضرت فضل عمر کی لمبی علالت میں صاحبزادہ صاحب نے مستقل مزاجی اور سعادت کے ساتھ ذاتی معالج کے فرائض نہایت مستعدی سے ادا کئے۔

ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ برطانیہ صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی وفات پر حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ، محترمہ صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ بیگم محترم مرزا منور احمد صاحب، ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب، صاحبزادی امۃ الحی بیگم صاحبہ، صاحبزادہ مرزا مظہر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا عمر احمد صاحب و مرزا مظفر احمد صاحب، سیدہ حضرت مریم صدیقہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبہ ۔ سیدہ حضرت مہر آپا صاحبہ، حضرت طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ، صاحبزادہ صاحب کے تمام برادران اور ہمشیرگان اور تمام افرادِ خاندانِ بانی سلسلہ کی خدمت میں دلی اظہار تعزیت کرتی ہیں ۔

ہمارا پیارا مولیٰ کریم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی روح پر بے شمار افضال کی بارش نازل فرمائے ۔ اور تمام لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ہر آن ان کا حامی و ناصر ہو ۔

شریکِ غم ۔ ممبرات مجلس عاملہ
لجنہ اماء اللہ ۔ برطانیہ ۔

بقیہ : صفحہ ۴ سے آگے

انہیں دیکھ بھی نہ سکیں ۔ اور ان کے ساتھ بات بھی نہ کر سکیں ۔ حال ہی میں شاہ فہد نے ایک حکمنامے کے ذریعے بعض میدان عورتوں کے لئے کھولے ہیں ۔ وہ نرسیں بن سکتی ہیں ۔ کیونکہ سعودی عرب کے اکثر ہسپتالوں میں نرسیں بیرونی ممالک ہی سے بھرتی کی جاتی رہی ہیں ۔ ہزاروں کی تعداد میں سعودی خواتین نے حفاظتی اقدامات کی ٹریننگ بھی حاصل کرنی شروع کر دی ہے ۔ جن خواتین نے کار ڈرائیونگ کے لئے مظاہرہ کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہاں پر ہزاروں امریکی خواتین (فوجی) کاریں ڈرائیو کرتی ہیں اور اسلام میں کوئی ایسی بات ہے بھی نہیں جو عورتوں کو اس بات سے باز رکھے اسلئے سعودی خواتین کو کیوں اجازت نہ دی جائے کہ وہ بھی کار ڈرائیو کر سکیں ۔ جس وقت یہ مظاہرہ کیا جا رہا تھا ۔ اس وقت ان تمام خواتین نے نہایت مناسب اسلامی لباس پہنے ہوئے تھے ۔ اور ان کا رویہ بھی غیر موزوں نہیں تھا ۔ ایسے برقعے جن میں سے صرف آنکھیں نظر آسکتی تھیں اور ایسا لباس جو سر سے پاؤں کی ایڑی تک ڈھانپتا تھا ۔ پہنے ہوئے تھیں ۔ اور یہ عورتیں کاریں چلاتی ہوئی ریاض کی کنگ عبدالعزیز روڈ پر لوگوں کے سامنے آئیں ان میں سے اکثر خواتین ایسی تھیں جن کے پاس بیرونی ممالک کے جاری کردہ ڈرائیونگ لائسنس تھے ۔ لیکن ان سب کو سعودی شہری اور مذہبی پولیس نے روکا اور پولیس سٹیشن لے گئے اور کہا جاتا ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد انہیں چھوڑ دیا گیا اس قلیل سے وقفے میں یہ بحث جاری رہی کہ انہوں نے کسی اخلاقی قانون کی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں ۔ ماہرین اخلاقیات نے اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ان عورتوں نے کسی قسم کی اخلاقی بے راہ روی کا مظاہرہ نہیں کیا ۔ اس ساری گفت و شنید اور بحث و تمحیص سے یوں لگتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب سعودی خواتین کو باقاعدہ ڈرائیونگ لائسنس جاری کر دیئے جائیں گے ۔ حقیقت یہ ہے کہ جو خواتین بیرونی ممالک میں کچھ عرصہ گذار کر سعودی عرب واپس آتی ہیں ان میں سے اکثر اس بات کا اظہار کرتی ہیں کہ ان کے لئے سعودی عرب کی زندگی خاصی مشکلات پیدا کرتی ہے ۔ جہاں تک مردوں کے رویے کا تعلق ہے ۔ کہا جا سکتا ہے کہ بہت سے سعودی مرد اس بات کی اجازت دینے کے حق میں ہیں کہ عورتیں کار ڈرائیو کر سکیں ۔ لیکن ان کے بالمقابل ان سے غالباً زیادہ تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اس رائے سے اختلاف رکھتے ہیں

حال ہی میں سعودی عرب کے ایک انگریزی زبان کے اخبار عرب نیوز میں کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی کے ڈراما کے پروفیسر نے ایک مضمون میں کہا تھا کہ خلیج کے تنازعے کے نتیجے میں بہت سی سعودی خواتین کو مختلف شعبوں میں لانا پڑے گا ۔ اور ان سے مختلف قسم کے کام کروانے کی ضرورت پیش آئے گی ۔ اس سلسلے میں انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمیں اب اپنی اس سوچ کو بدلنے کی ضرورت ہے ۔ کہ عورت معاشرے میں ایک نہایت محدود حلقے ہی میں زندگی بسر کر سکتی ہے یعنی صرف اور صرف اپنے گھر میں ۔ ٭٭٭

بقیہ : صفحہ ۳ سے آگے

یا اتنے زخمی ہو جاتے ہیں کہ انہیں معذور ہی سمجھنا چاہیئے ۔ یہ کھیل انتہائی انسانیت سوز ہے اور ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ اسے ختم کیا جا سکے ۔ جب یہ لوگ بچوں کو اونٹوں کے مالکوں کے حوالے کر دیتے ہیں تو سعودی عرب میں مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں ۔ بیچارا اغوا کرنے والے افراد اب عدالت میں پیش کئے جائیں گے ان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے ۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کے خلاف دنیا کے ضمیر کو جھنجوڑنے کی ضرورت ہے اور سب کو مل جل کر ایسی انسانیت سوز حرکات کے خاتمے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ خاص طور پر اس لئے بھی کہ یہ انسانیت سوز حرکت ان ممالک میں کی جا رہی ہے ۔ جو اپنے آپ کو اسلامی کہتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ رحم کرے اس آدمی پر جو اپنا مال بیچتے وقت ۔ خریدتے وقت اور قرض کا تقاضا کرتے وقت نرمی اختیار کرتا ہے ۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم قریشی محمد عبداللہ صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کی اہلیہ محترمہ لمبے عرصہ سے شدید بیمار ہیں اور لاہور کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہیں ۔

○ محترم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب آف پنڈی بھٹیاں حال دارالنصر غربی ربوہ گردوں میں تکالیف کی وجہ سے صاحب فراش ہیں ۔

○ مکرم منور احمد صاحب نعیم نے امریکہ کی فلوریڈا سٹیٹ میں فارماسسٹ کے لائسنس کا فائنل امتحان دیا ہے ۔ جس میں کامیابی کے لئے ۷۵٪ نمبر حاصل کرنا ضروری ہے ۔

○ مکرم منیر احمد صاحب کریم متعلم جامعہ احمدیہ کی والدہ محترمہ اور والد صاحب بیمار چلے آرہے ہیں ۔

○ مکرم محمد احمد صاحب لودھی (ملتان) بعارضہ قلب بیمار ہیں ۔ تین چار روز نشتر ہسپتال میں داخل رہے ہیں ۔ آج کل گھر پر ہیں ۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں ۔

ولادت

○ مکرم ڈاکٹر عبدالمومن جدران صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۸ نومبر ۱۹۹۰ء کو بیٹے سے نوازا ہے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عبدالرافع جدران نام تجویز فرمایا ہے ۔ نومولود مکرم ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب آف سندھ کا پوتا اور مکرم علی انور رابڑہ صاحب لاڑکانہ کا نواسہ ہے ۔

○ محترمہ ناصرہ عطاء صاحبہ لاہور چھاؤنی کی بیٹی راحیل باسط صاحبہ کے ہاں کینیڈا میں بیٹا پیدا ہوا ہے ۔

○ مکرم محمد اکرم ہاشمی صاحب اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ملتان کو اللہ تعالیٰ نے ۱۱ نومبر کو تیسرا بیٹا عطا فرمایا ہے ۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام طلحہ اکرم عطا فرمایا ہے ۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے ۔

اعلان دارالقضاء

(طارق محمود سلطان صاحب بابت ترکہ ثریا بیگم صاحبہ)

مکرم محمد عظیم صاحب ولد ٹھیکیدار عبدالحق صاحب دارالبرکات ربوہ حال مقیم کینیڈا نے محترمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ رانا محمد بخش دارالبرکات ربوہ سے مبلغ -/۵۰۰۰ روپے قرض لیا ۔ یہ رقم انہوں نے موصوفہ کی وفات کے بعد اپنے والد صاحب کے ذریعہ نظارت امورِ عامہ میں جمع کروا دی ہے یہ رقم موصوفہ کے ورثاء کو ادا کی جانی مقصود ہے ۔ جملہ ورثاء نے لکھ دیا ہے کہ یہ رقم موصوفہ کے بڑے بیٹے طارق محمود سلطان صاحب کو ادا کر دی جائے ۔ لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس ادائیگی پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں ۔

"(ناظم دارالقضاء ربوہ)"

وعدہ تحریک جدید کم از کم کتنا ہونا چاہیئے

تحریک جدید کو جاری کرنے والے مقدس وجود نے اسے جہاد کبیر قرار دے کر ہر فردِ جماعت سے یہ توقع وابستہ فرمائی کہ وہ اپنی مالی حیثیت کے مطابق وعدہ پیش کرے ۔ ابتداء میں حضور نے ایک ایک ماہ کی آمد کے برابر بھی چندہ کی تحریک فرمائی اور مخلصین نے اس پر لبیک کہا ۔ لیکن آخر میں ماہوار آمد کے پانچویں حصہ کو بھی معیاری قربانی قرار دیا گیا ۔ اس معیار کو مجلس مشاورت میں کم از کم وعدہ کے طور پر طے کر لیا گیا ہے گویا اب تحریکِ جدید کا کم از کم سالانہ وعدہ ماہوار آمد کے پانچویں حصہ کے برابر ہونا چاہیئے ۔ نیز اس جہادِ کبیر کے عظیم ثواب میں ہر فردِ جماعت کو شامل کرنے کے لئے یہ قاعدہ بھی طے ہو گیا کہ مستورات اور بچے کم از کم ۲ روپے ماہانہ یعنی -/۲۴ روپے سالانہ دے کر بھی شامل ہو سکتے ہیں ۔ کمانے والے افراد کے لئے بہرحال ماہوار آمد کے کم از کم پانچویں حصہ کا اصول لازمی ہے وعدہ لیتے وقت اس اصول کو مدنظر رکھا جائے ۔

الملتمس، وکیل المال اول تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نَو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عُمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہوکر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

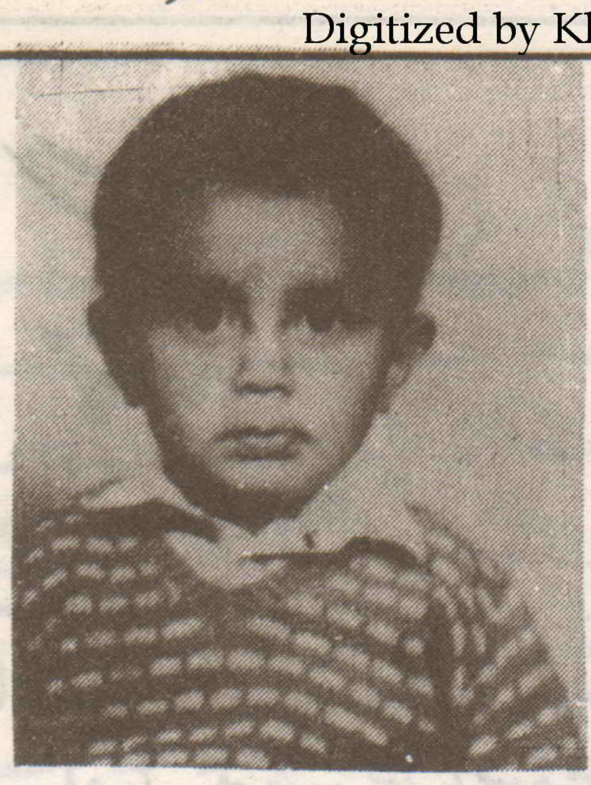

عدنان ابن مکرم مختار احمد صاحب
کالو وال تحصیل چنیوٹ

ذوالقرنین ابن مکرم عباس احمد صاحب
چک نمبر 6/11-L ساہیوال

صوفیہ منصور بنت مکرم منصور احمد صاحب خالد
ایوان محمود ربوہ

یاسر احمد ابن مکرم رفیق احمد بٹ صاحب
لیل۔ ضلع جھنگ

نوید احمد ابن مکرم محمد اشرف صاحب
دار الفضل ربوہ

محبوب احمد آس ابن مکرم منیر احمد صاحب مغل
جیکب آباد

سلطان احمد ناصر ابن مکرم محمد خورشید قریشی صاحب
پنڈی دوتھڑال

لقمان احمد ابن مکرم چوہدری مجید احمد صاحب
دار البرکات ربوہ

ارسلان احمد ابن مکرم انور علی صاحب
گھوکھووال

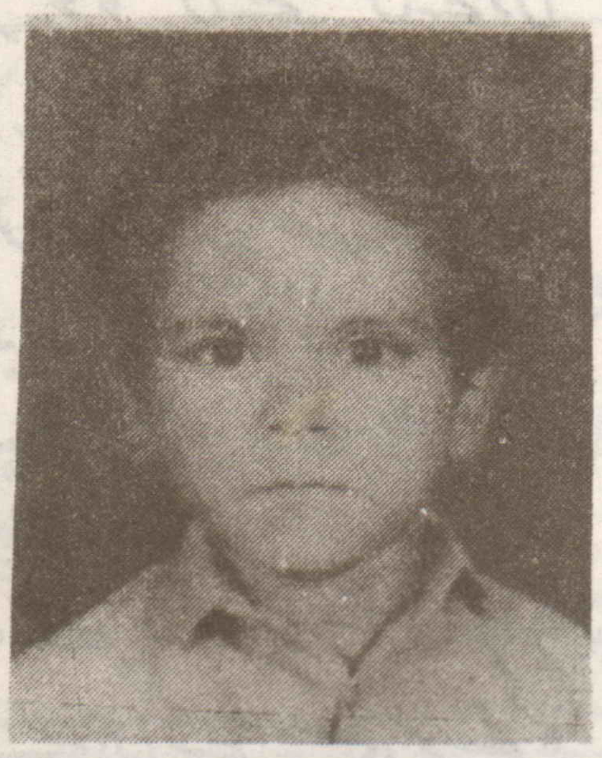

شاہد اقبال ابن مکرم احمد حسین صاحب شاکر
ناصر آباد ربوہ

محمد اسد انور ابن مکرم محمد انور صاحب
چک 543/E.B ضلع وہاڑی

منصور احمد ابن مکرم رانا دوست محمد صاحب
دار العلوم وسطی ربوہ

محمد امتیاز ابن مکرم محمد اقبال صاحب
فیکٹری ایریا ربوہ

صبور احمد ابن مکرم رانا دوست محمد صاحب
دار العلوم وسطی ربوہ

نوید احمد ابن مکرم محمود احمد صاحب
ناصر آباد کالونی ربوہ

طاہر احمد ابن مکرم محمد افضل صاحب
دار الفضل ربوہ

منصور احمد ابن مکرم محمد یعقوب صاحب
گھٹیالیاں کلاں ضلع سیالکوٹ

عبد الاعلیٰ طاہر ابن مکرم چوہدری محمد سعید صاحب اختر۔ سنت نگر لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مارگریٹ تھیچر مستعفی ہو گئیں

مسز مارگریٹ تھیچر۔ برطانوی وزیراعظم نے اپنے عہدہ سے استعفٰی دے دیا ہے۔ اس اعلان پر برطانیہ میں لوگوں کی توجہ اس بات پر مرکوز ہے کہ حکمران کنزرویٹو پارٹی کے طور پر ان کا جانشین کون ہوگا۔ لیبر پارٹی نے حکومت کے خلاف جو عدم اعتماد کی قرارداد پیش کی تھی وہ ناکام ثابت ہوئی ہے تحریک کے حق میں ۳۶۵ ووٹ اور مخالفت میں ۲۸۸ ووٹ پڑے لیبر پارٹی کے قائد نیل کنک نے اس بنا پر نئے عام انتخابات کرانے کا مطالبہ کیا تھا کہ اس کے بقول کنزرویٹو پارٹی دھڑوں میں بٹ کر رہ گئی ہے۔ جہاں تک خود مسز تھیچر کا تعلق ہے منگل کے دن جماعتی انتخابات کے پہلے مرحلے میں مطلوبہ کامیابی حاصل نہ کرنے کے بعد انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ وہ مقابلہ جاری رکھیں گی۔ لیکن جمعرات کو صبح ۹ بجے برطانوی کابینہ کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا گیا جس کے آدھے گھنٹے بعد وزیراعظم کی سرکاری رہائش گاہ سے ان کے مستعفی ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔

بہرحال حکمران جماعت کے نئے لیڈر کے چناؤ ہونے تک مسز تھیچر اپنے عہدے پر برقرار رہیں گی۔

ماضی قریب کی سیاسی تاریخ میں بطور وزیراعظم ان کے اقتدار کا گیارہ سالہ دور سب سے طویل دور ثابت ہوا جس سے تھیچر ازم کی ابتداء آزاد معیشت اور زوردار خارجہ پالیسی کی علامت بن گئی تھی۔ سبکدوشی کے فیصلے پر عراق کے تاثرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

خلیج کی مخصوص صورت حال کے پیش نظر عراق بغداد میں ایک سرکاری ترجمان کا کہنا ہے جس طرح ۱۹۵۶ء میں سویز بحران کے نتیجے میں وزیر اعظم انتھونی ایڈن کو محروم اقتدار ہونا پڑا تھا بالکل اسی طرح خلیج کا موجودہ بحران مسز تھیچر کو لے ڈوبا ہے۔ تاہم عراقی وزیر اطلاعات مسٹر لطیف جسیم نے اپنے بیان میں کہا کہ دشمن کی موت پر اظہار مسرت کرنا عرب روایات کے منافی ہے بلکہ انہوں نے کہا کہ ایسے موقعوں پر خدا کو یاد کرنا چاہیئے اور اس سے معافی مانگنی چاہیئے

دیگر عالمی رہنماؤں کے ردّ عمل کا خلاصہ یہ ہے۔ امریکہ کے صدر بش اس وقت امریکی صحراؤں میں خیمہ زن سپاہیوں کے پاس ضیافت سے لطف اندوز ہو رہے تھے جب انہیں مسز تھیچر کے استعفٰی کی قدرے حیران کن خبر ملی۔ انہوں نے اپنی شدید مصروفیات میں سے کچھ وقت نکال کر مسز تھیچر کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ وہ امریکہ کی گہری دوست اور پکی اتحادی رہی ہیں اور ہمیں ان کے وزارتِ عظمٰی کا زمانہ ہمیشہ یاد رہے گا۔

ماسکو میں ایک سوویت تبصرہ نگار کا کہنا ہے کہ یہ مسز تھیچر ہی تھیں جنہوں نے صدر گورباچوف کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو مغرب پہ آشکار کیا۔ سوویت وزارت خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ مسز تھیچر ایک تاریخی شخصیت ہیں اور سوویت یونین کو یورپ کے نزدیک لانے میں ان کا اہم کردار ہے۔ چین کے نائب وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ برطانیہ اور چین کے تعلقات کی بہتری کے ضمن میں مسز تھیچر کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ یورپی کمیشن کے صدر نے اعتراف کیا ہے کہ یورپ کے مستقبل کے متعلق مسز تھیچر کے ساتھ ان کے اختلافات تھے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ برطانوی وزیراعظم کی شخصیت انتہائی معزز اور قابل احترام تھی۔ مصر کے ایک مبصر نے انہیں آہنی ارادے کی مالک سخت گیر موقف کی حامل بہت ہی متین اور اپنے فیصلے پر قائم رہنے والی شخصیت قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ عورت ہزار مردوں پر بھاری تھی۔

اسرائیل میں بھی مسز تھیچر کی روانگی پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔ کیونکہ انہیں اسرائیل کی دوست قرار دیا جاتا تھا۔

جنوبی افریقہ میں جناب نیلسن منڈیلا نے کہا ہے کہ مسز تھیچر نسلی امتیاز کی مخالف رہی ہیں اور جنوبی افریقہ کے سیاسی قیدیوں کی رہائی کے لئے انہوں نے جو کوششیں کی ہیں انہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے اعلان کیا ہے کہ ہم شملہ سمیت کسی سمجھوتے کے پابند نہیں۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ملکوں کو اپنے باہمی تنازعات کے اور خطہ امن قائم کرنے کے لئے کسی بھی راہ کو استعمال کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیئے۔

○ وزیراعظم آزاد کشمیر کے خلاف تحریک عدم اعتماد لانے کی کوششیں تعطل کا شکار ہو گئیں۔ سردار ابراہیم اور بیرسٹر سلطان مسلم کانفرنس کی حمایت کرنے کی بجائے خود وزیراعظم بننا چاہتے ہیں۔

○ اے این پی کے حاجی غلام احمد بلور اسی ہفتہ وفاقی وزارت کا حلف اٹھا لیں گے۔

○ بلوچستان کی کابینہ میں مزید ۹ نئے وزراء شامل کئے گئے ہیں اب وزیراعلیٰ سمیت کل وزراء کی تعداد ۱۹ ہو گئی ہے۔

○ فیصل آباد میں ویسٹ انڈیز کے خلاف دوسرے ٹیسٹ میچ کے دوسرے دن ویسٹ انڈیز اپنی پہلی اننگز میں ۱۹۵ رنز پر آؤٹ ہو گئی۔ پاکستان نے دوسری اننگز میں ۳۵ رنز بنائے جبکہ اس کے تین کھلاڑی آؤٹ ہوئے۔

○ پیپلز پارٹی کے ایک ترجمان نے اعلان کیا ہے کہ اگر محترمہ بے نظیر بھٹو کو نااہل قرار دیا گیا تو پی ڈی اے کے تمام اراکین قومی اسمبلی مستعفی ہو جائیں گے۔

○ سینٹ کے چیئرمین مسٹر وسیم سجاد نے کہا ہے کہ عام انتخابات تین سال کے بعد ہونے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ سابقہ اسمبلی ختم ہوتے ہی شریعت بل عملاً ختم ہو گیا۔

○ جمیعت العلمائے اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) قومی اسمبلی میں آٹھویں ترمیم کے خاتمہ اور آئین عورت کی سربراہی سے متعلق ترمیم کا بل آئندہ اجلاس میں پیش کرے گا۔

غیر ملکی خبریں

○ سارک کے ملکوں نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ خلیج میں جنگ روکنے کیلئے کوششیں جاری رہنی چاہئیں۔

○ عراق کے صدر صدام حسین نے مزید ۱۰ برطانوی یرغمالیوں کی رہائی کا حکم دیا ہے انہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ برطانوی بچے اپنے والدین سے ملنے کیلئے عراق نہیں آئے۔ انہوں نے جرمنی کے ۱۱۳ باشندوں کی بھی رہائی کا اعلان کیا۔

○ سابق عالمی ہیوی ویٹ باکسنگ چیمپئن مسٹر محمد علی عراق پہنچے انہوں نے عراقی بچوں سے ملاقات کی۔

○ سعودی عرب میں متعین برطانوی فوجوں میں ۱۶ ہزار مزید فوجی جلد شامل ہو جائیں گے اس وقت خلیج میں برطانیہ کے ۱۴ ہزار فوجی شامل ہیں۔ یہ افواج طیارہ شکن میزائیلوں۔ گن شپ ہیلی کاپٹروں اور ٹینکوں سے مسلح ہو کر اپنی فوجی مشقیں انجام دے رہی ہیں۔

○ لبنان کے دارالحکومت بیروت میں ۱۵ سالہ خانہ جنگی ختم ہونے کے بعد اب حالات معمول پر آ رہے ہیں۔ عیسائی فوجوں کا انخلاء شروع ہو چکا ہے۔ صدر الیاس ہراوی اور عیسائی ملیشیا سے مذاکرات کے بعد ملیشیا کے دس ہزار مسلح اراکین اپنے اسلحے سمیت شہر سے جا چکے ہیں۔ بیروت میں احتیاطی اقدامات کے تحت لبنانی فوج کے ۱۶ ہزار افراد متعین کر دیئے گئے ہیں۔

○ کمبوڈیا کے امن منصوبے پر غور کرنے کیلئے سلامتی کونسل کے پانچ مستقل اراکین کے نمائندوں کا اجلاس پیرس میں شروع ہو گیا ہے۔

○ روسی صدر گورباچوف نے تسلیم کیا ہے کہ ان کے ملک میں انکے اصل حریف جمہوریہ روس کے صدر مسٹر بورس یلسٹن ہیں۔

ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ خاکسار نے اپنی دکان تبدیل کر لی ہے۔ نئی دکان ذیشان جنرل سٹور۔ اقصیٰ روڈ کے ساتھ ہے۔

میاں نسیم احمد طاہر گولڈ سمتھ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ فون دکان: ۸۳۷ فون گھر ۶۱۷

۱۹۱۱ء میں سب سے پہلے حب اطہراء کو متعارف کرانے والا

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

○ گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴ ○ ربوہ فون ۹۰۶

○ قلعہ کالر والہ ○ ملتان ○ کراچی